۱۲۹واں باب

معاشرتی احکام وفرائض

[سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ ۲۱۹تا۲۲۵]

۱۰۸ شراب اور جوئے کے احکامات

۱۱۱ یتیموں کی کفالت اور اُن کے مال کی حفاظت

۱۱۴ مشرک عورتوں سے شادی

۱۱۵ خواتین کی طہارت کے احکام

۱۱۷ قسم کھانا، حرام قسمیں، لغو قسمیں اور قسم کا کفارہ

۱۲۹واں باب

معاشرتی احکام و فرائض

شراب اور جوئے کے احکامات

پچھلے باب میں دینِ اسلام اور ریاستِ مدینہ کے دشمنوں ساتھ قتال کے احکامات آپ نے ملاحظہ فرمائے، اِن کے ساتھ قتال ہی مکے کو آزاد کرائے گا اور حج ممکن ہو گا چنانچہ پچھلی آیاتِ مبارکہ میں حج کے احکامات بھی بیان ہوئے تاکہ حج کے لیے موجود جذبات کے انگیخت ہونے سے جہاد کا جذبہ دلوں میں زیادہ گہرا اُتر جائے۔ عربوں کی اپنی روایاتِ جنگ کے لحاظ سے جنگ میں شراب کا استعمال، لشکر کا پڑاؤ کے دوران موسیقی، عورتوں کے رقص اور جوئے کی محفلوں سے ٹینشن اور تھکان کو دور کرنا معمول تھا۔ پھر جنگ کے نتیجے میں مارے جانے والے سپاہیوں کی یتیم اولاد بھی ایک توجہ طلب امر ہوتا تھا۔ قرآنِ مجید کا انداز خطیبانہ ہے اور موقع محل کے لحاظ سے جتنے امور ہوتے ہیں وہ اُن تمام کو زیرِ بحث لے کر چلتا ہے، جس طرح کہ فطری ماحول میں ایک صاحبِ دانش گفتگو کرتا اور اپنے متعلقین کو تمام امور کی اونچ نیچ پر رہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ آپ دیکھیں گے آنے والی آیات میں بات سے بات ایک رواں آبشار کی طرح نکلتی ہے اور انسانیت کو مختلف معاملات میں زندگی گزارنے کا صحیح روّیہ بھی معلوم ہوتا جاتا ہے۔

آنے والی آیت میں شراب اور جُوے کے متعلق پہلا حکم ہے، جس میں اِن کے فائدوں کے مقابلے میں ان کے گناہ یا نقصان کے زیادہ ہونے کا تذکرہ ہے۔ ظاہر ہے کہ مدینے کی معاشرت [سوسائیٹی] یک دم بے شمار تبدیلیوں اور پابندیوں کو ہضم نہیں کر سکتی تھی لہذا فی الوقت صرف اِن دونوں چیزوں کے نقصان دہ ہونے پر اذہان کو تیار کیا گیا تاکہ وہ مستقبل قریب میں اِن کی قطعی حرمت قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اِس آیت کا ایک جملہ بہت اہم اور بڑا ہی موضوعِ گفتگو رہا ہے وہ ہے: یَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ .... ﴿۲۱۹﴾ لیکن اس پر گفتگو سے قبل پچھلے ہی باب میں آپ آیہ ۲۱۵ میں دیکھ چکے ہین فرمایا گیا تھا یَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ ظاہر ہے کہ وہاں جواب

کی نوعیت ترغیب کی تھی کہ کن کن کاموں کی طرف تمھیں خرچ کرنے کے لیے فکرمند ہونا چاہیے۔ اِس آیت (۲۱۹) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تصریح آرہی ہے کہ تمھارے مال کا وہ کون سا حصہ ہے جو خرچ ہونا چاہیے، چالیسواں، پچاسواں یا آدھا تہائی مال اللہ نے نہیں مانگا بلکہ کہا کہ جو بھی ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کردو۔ لیکن ہر انسان کی ضرورت کا تعین کیسے ہو، کسی کے لیے دووقت کی روٹی سے ماسوا کوئی ضرورت سامنے نہیں ہوتی اور کسی کو معمولی سائیکل بھی چاہیے ہوتی ہے اور کسی کے لیے عمدہ نئے ماڈل کی کار ایک نہیں دو سے زائد بنیادی ضرورتوں میں شامل ہو جاتی ہیں اور کسی کے لیے ذاتی ہوائی جہاز اور لگژری کشتیاں بھی ضروریات زندگی ہوتی ہیں۔

اسلام دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیتا ہے اور اِس کی تمام تعلیمات اُسے یہ ترغیب دلاتی ہیں کہ وہ اِس زندگی کو آخرت کی امانت جانے، اُس کی تمام کوششوں کا مرکز آخرت کی کامیابی اور وہیں کی بادشاہت ہونی چاہیے۔ اِس بنیادی نظریے کے ساتھ وہ بہت محدود سے لازمی فرائض عائد کرکے انسان کو اگرچہ دنیا میں لگے رہنے اور بندہ دینار و درہم بننے کی ترغیب نہیں دیتا، مگر آزادی ضرور دیتا ہے کہ دنیا کی نعمتوں سے حلال اور جائز ذرائع سے بغیر کسی کا حق مارے جتنا کچھ کما سکتا ہو اُسے کمالے۔ اسلام معروف طریقوں سے کمانے پر کوئی پابندی نہیں لگاتا سِوائے اس کے کہ جو بھی دولتِ دنیا اُس کے پاس سال بھر جمع رہے، سالانہ اُس میں سے اللہ کا ایک متعین حق، ایک معمولی سا حصہ (تقریباً ڈھائی فی صد) بطور زکوٰۃ اسلامی حکومت کے بیت المال میں جمع کرادے [اگر دارالاسلام قایم نہ ہو اور اُسے نام نہاد مسلمانوں کی کسی غیر اسلامی حکومت کی بدیانتی کا یقین ہو تو وہ اِسے انفرادی طور پر قرآن کے بتائے ہوئے مصارف (البقرہ ۱۷۷، ۲۱۵) میں خرچ کرسکتا ہے]۔

بیان کردہ مال کمانے، رکھنے اور اُس میں سے اللہ کا کم ترین لازمی حق نکالنے کی اِس قانونی حدبندی کے بعد وہ انتہائی ترغیب دیتا ہے کہ جو مال بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرسکتے ہو خرچ کردو، چاہے تم خود اُس کے کتنے ہی ضرورت مند کیوں نہ ہو، آخرت میں تمھارے اخلاص اور مقدارِ ایثار کی بنیاد پر نہ کہ مال کی مقدار کے اعتبار پر مالک الملک تمھیں تمھاری سوچ کی حد سے زیادہ کرکے اُسے لوٹادے گا۔ جب مدینے کے لوگوں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ اللہ ہم سے کتنا مال فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو جواب دیا گیا کہ جو کچھ بھی تمھاری ضرورت سے زائد ہے۔ یہ بات ضرور پیشِ نظر رہے کہ جس وقت یہ آیات اُتری تھیں زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تھی، تاہم جان لیا جائے کہ مال کی مقدار جو اللہ اپنے مقرب بندوں سے خرچ کے لیے مناسب جانتا ہے وہ یہی ہے، زکوۃ کی فرضیت اس بنیادی فلسفہ صدقات و خرچ کو منسوخ نہیں کرتی۔ ضرورت کتنی ہے اس کا تعین ہر

فرد اللہ سے اپنے تعلق اور توکل اور اُس سے امیدوں کی بنیاد پر کرے گا۔ایک آدمی اپنی ضرورت شام کے کھانے کے لیے موجود ہونے تک پر کرتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ شام کی کسے خبر۔ تیسرا سال بھر کا خرچہ اپنے پاس رکھنا اپنی ضرورت جانتا ہے اور اگلا ریٹائرمنٹ کے بعد کھانے پینے، علاج معالجے اور موج مستی کے لیے متوقع موت تک کے عرصے کے لیے بنک بیلنس اور جائیداد رکھنا اپنی ضرورت جانتا ہے،ایک دوسرا شخص اپنے کارخانوں اور بزنس کے اداروں کو رواں رکھنے اور اُن میں کام کرنے والے کارکنوں کے روزگار کو چلتا رکھنے کے لیے بلحاظ کاروباری حجم کروڑوں، اربوں یا کھربوں ڈالرز سے بھی زائد کا تخمینۃً ضرورت رکھتا ہے چنانچہ سابق وزیرِ تعلیم بھارت، مولانا ابوالکلام آزاد نے قرآن مجید کے اپنے تفسیری نوٹس ترجمان القرآن میں اس آیہ کا ترجمہ/مفہوم یوں لکھا ہے: "اور تم سے پوچھتے ہیں راہِ خدا میں خرچ کریں، تو کیا خرچ کریں؟ اُن سے کہہ دو جس قدر (تمھاری ضروریات معیشت سے) فاضل ہو" پس قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ 'فکرِ ہر کس، بقدرِ ہمّتِ اوست' ہر کسی کی فکر اس کی ہمت کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔(حافظ شیرازی)۔ہم اس باب کے آخر میں بطورِ ضمیمہ دورِ نبوت میں خرچ کرنے کی جو مثالیں نبی ﷺ اور آپؐ کی ٹیم کے لوگوں نے پیش کیں،اُن کا ایک جائزہ دے رہے ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ	آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپؐ انھیں بتائیے کہ اِن دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے ہیں، مگر ان کا گناہ، ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کتنا خرچ کریں ؟ آپؐ انھیں بتائیے کہ جو کچھ تمھاری ضروریات سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنے احکام وضاحت سے بیان کرتا ہے،تاکہ تم دنیا اور آخرت کے معاملات پر غور و فکر کر سکو ○

لوگ آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپؐ انھیں بتائیے کہ اللہ کے نزدیک دونوں ناپسندیدہ ہیں، اِن دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ضرور ہیں، مگر ان چیزوں کے نقصانات اور اِن کا گناہ، ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔لوگ آپؐ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ وہ اللہ

کی راہ میں کتنا خرچ کریں؟ آپؐ انھیں بتائیے کہ جو کچھ تمھاری ضروریات سے زیادہ ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ ہو جانا چاہیے۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنے احکام وضاحت سے بیان کرتا ہے، تاکہ تم دنیا اور آخرت کے معاملات پر غور و فکر کر کے، اُن سے احسن طریقے سے عہدہ برآ ہو کر سکو ○

یتیموں کی کفالت اور اُن کے مال کی حفاظت

جنگ کے نتیجے میں ہو جانے والے یتیموں کی کفالت ہر معاشرے میں ایک بڑا حل طلب مسئلہ ہوتا ہے، تاکہ لوگ اپنے بچوں کے مستقبل سے بے فکر ہو کر خوشی خوشی مقصد کی خاطر جان دیں۔ قرآن مجید تو ویسے ہی یتیموں کے معاملے میں مکی زندگی کے اوّلین ایّام سے ہدایات دیتا آیا ہے، اُن کے ساتھ نیکی کو بڑی اہمیت اور تکرار سے بیان کیا ہے۔ یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب نبوت کے پہلے برس میں نازل ہوئی، جو اوّلین نازل ہونے والی تیسری سورہ، سُوْرَۃُ الضُّحٰی میں درج ہے پھر مختلف انداز سے اس کام کی ہدایت، ترغیب و تحسین، تیسرے، چوتھے اور پانچویں برسوں میں جاری رہی، پھر چند برس کے وقفے سے ۱۲ویں، ۱۳ویں، ۱۴ویں برس بھی یہ تاکید آتی رہی۔ سورہ کہف میں بھی دو یتیموں کے واقعے کا تذکرہ ہے مگر وہاں کوئی نصیحت نہیں ہے۔ یتیموں کے بارے میں نازل ہونے والے قرآن مجید کے اجزا کی یہ تفصیل کہ وہ کن برسوں میں اور کن سورتوں میں نازل ہوئے اگلے صفحے پر جدول میں دیے گئے ہیں۔

زیرِ مطالعہ سورہ، سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ میں کہا جا رہا ہے کہ "تم گھر کے اندر اُن کی پرورش پر ہونے والا خرچ اور اپنا خرچ مشترکہ رکھو، تو ٹھیک ہے وہ تمھارے عزیز دینی بھائی ہی تو ہیں" ہمارے خیال میں یہ ہدایت جنگ سے پہلے اس لیے دے دی گئی کہ جہادِ اوّل، غزوہ بدر کے بعد اس کی ضرورت پڑنے والی تھی تو، جس طرح جہاد سے متعلق ہدایات آ رہی تھیں یہ ہدایت بھی آ گئی۔ یتیموں کے مسائل غزوہ بدر کے بعد زیادہ نہیں ہوئے کیوں کہ مسلمانوں کا جانی نقصان بہت ہی کم ہوا تھا، لیکن غزوہ احد کے بعد جب ستّر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو یہ ایک بڑا مسئلہ تھا اور کسی کمزوری کی گنجایش نہیں تھی لہٰذا انتہائی زوردار الفاظ میں تنبیہ کی گئی کہ "یتیم کے مال کے پاس نہ پھٹکو"۔ اور یہ کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۠﴿۱۰﴾ " جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔"

جدول ۱:۹ قرآن مجید میں یتیموں کے ساتھ معاملت کرنے کے بارے میں ہدایات

سالِ نزول	ترتیبِ نزولی کاروانِ نبوت	سورۃ	توقیفی ترتیبِ تلاوت	یتیم یا یتامیٰ کی تکرار
۱نبوی	۳	سُوْرَةُ الضُّحٰى	۹۳	۲
۳نبوی	۱۸	سُوْرَةُ الدَّھرِ	۷۶	۱
۴نبوی	۴۲	سُوْرَةُ الْفَجْرِ	۸۹	۱
۵نبوی	۵۲	سُوْرَةُ الْبَلَدِ	۹۰	۱
نبوی ۱۲	۸۸	سورة الانعام	۶	۱
۱۳نبوی	۹۳	سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	۱۷	۱
سنہ ۱تا۲ھ	۹۶،۱۰۲،۱۰۳	سُوْرَةُ الْبَقَرَة	۲	۴
سنہ ۱ھ	۹۷	سُوْرَةُ الْمَاعُوْنَ	۱۰۷	۱
سنہ ۲ھ	۱۰۶	سُوْرَةُ الْاَنْفَال	۸	۱
سنہ ۳ھ	تادمِ تحریر غیر متعین	سُوْرَةُ النِّسَآء	۴	۵
سنہ ۴ھ	تادمِ تحریر غیر متعین	سُوْرَةُ الْحَشْر	۵۹	۱

تقریباً تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ سُوْرَةُ النِّسَآء غزوہ احد کے بعد نازل ہوئی ہے اور زیرِ مطالہ سُوْرَةُ الْبَقَرَة غزوہ بدر سے قبل نازل ہوئی ہے سوائے آیہ ۱۸۳ اور سود سے متعلق آیات کے جو بہت آخری زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ سُوْرَةُ النِّسَآء کے زمانہ نزول کے بارے میں سیّد مودودیؒ تفہیم میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ سورہ متعدّد خطبوں پر مشتمل ہے جو غالباً سن ۳ ہجری کے اواخر سے لے کر سن ۴ ہجری کے اواخر یا سن ۵ ہجری کے اوائل تک مختلف اوقات میں نازل ہوئے ہیں............ یتیموں کے حقوق کے متعلق ہدایات جنگِ اُحد کے بعد نازل ہوئی تھیں...... "

قارئین یقیناً تعجب کریں گے کہ قدیم و جدید مفسرین سُوْرَةُ الْبَقَرَة کی اِس آیہ کی شانِ نزول یہ بیان فرماتے ہیں کہ یتیموں کا مال کھانے کے بارے میں جب قرآن نے یہ کہا کہ: اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿سُوْرَةُ النِّسَآء ۱۰﴾ "جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔" تو لوگ بہت زیادہ ڈر گئے اور اپنا کھانا پینا یتیموں کے مال کے کھانے پینے سے بالکل علیحدہ کر لیا، جس کی بنا پر ایک ہی گھر میں دو ہانڈیوں اور دو دستر خوانوں کی مشکلات پیدا ہوئیں، اِس مشکل صورت سے نکلنے کے لیے سُوْرَةُ الْبَقَرَة کی زیرِ گفتگو آیہ ۲۲۰ نازل ہوئی، ایسا اس لیے ممکن نہیں کیوں کہ یہ آیت تو سُوْرَةُ النِّسَآء کی مذکورہ آیت سے کم سے کم ڈیڑھ برس پہلے نازل ہو چکی تھی، اللہ نے کرم فرمایا کہ کسی بھی جنگ سے پہلے ہی یتیموں کے بارے میں ہدایات بھیج دیں۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾	آپؐ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ اُنھیں بتایئے کہ جس میں اُن کی بھلائی ہو وہی بہتر ہے۔ اگر تم معاملات مشترکہ رکھو، تو ٹھیک ہے وہ تمھارے بھائی ہی تو ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کی نیت میں فساد ہے اور کون اصلاح پر آمادہ ہے۔ اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تمھیں مشکل میں ڈالتا، بلاشبہ اللہ زبردست بھی ہے اور حکمت والا بھی ○

لوگ آپؐ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ ان کی پرورش کے دوران، اُن کا بار کس طرح اُٹھایا جائے۔ آپؐ اُنھیں بتایئے کہ ہر وہ طریقہ جس میں اُن کی بھلائی مقدم ہو وہی بہتر ہے۔ اگر تم اپنے پاس سے اُنھیں کھلا پلا سکو تو ٹھیک، ورنہ اُن کے والدین کے چھوڑے ہوئے اُن کے مال سے اُن کی پرورش اور کھلانا پلانا کرو، اگر تم گھر کے اندر اُن کی پرورش پر ہونے والا خرچ اور اپنا خرچ مشترکہ رکھو، تو ٹھیک ہے وہ تمھارے عزیز دینی بھائی ہی تو ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کی نیت میں فساد ہے اور کون اصلاح و ایثار پر آمادہ ہے۔ اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تمھیں مشکل میں ڈالتا، مگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ آسانی کی اجازت دے دی۔ بلاشبہ، اُس کے اِس فیصلے سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اللہ زبردست بھی ہے اور حکمت والا بھی ○

مشرک عورتوں سے شادی

جہاد کے نتیجے میں آج نہیں تو کل مشرک معاشرے زیرِ تسلط آنے والے ہیں، کیا وہاں اُن کی خواتین سے اہلِ ایمان شادی کر سکیں گے؟ اس سوال کا جواب بھی ابھی مل جانا چاہیے۔ شادی محض شہوانی و جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک تمدن کی بنیاد ہوتی ہے۔ اہلِ ایمان کی زندگیوں کا مقصد اور دنیا کے بارے میں اُن کا نقطہ نظر اہلِ دنیا، خصوصاً مشرکین اور سیکولر لوگوں سے بالکل ۱۸۰ ڈگری مختلف ہے اگر وہ اہلِ کتاب سے کسی حد تک یکسانیت بھی رکھتا ہے۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ایک مومن کی بیوی یا ایک مومنہ کا شوہر مشرک یا لبرل سیکولر فرد ہو، جسے آخرت کا ادراک تک نہ ہو جب کہ ایک مومن تو دنیا کی زندگی کو آخرت کی کھیتی جان کر گزارتا ہے۔ اس جوڑے سے جو اولاد پیدا ہو گی اُس کا ایمان پر جینا مرنا ایک امر محال ہو گا اور وہ مسلمان معاشرے میں خیالی اور عملی آوارگی کا موجب بنے گی۔ حالانکہ مکی زندگی ہی میں سُوْرَةُ الْاَنْعَام میں فرمادیا گیا تھا کہ: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾۔ پس اگر کسی اہلِ ایمان کا دل کسی حسین یا کسی اعتبار سے فائدے مند مشرکہ یا سیکولر لڑکی پر آ بھی گیا ہے تب بھی، مسلمانوں کے معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لیے یہ جوڑ ممنوع ہی ہو گا۔

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ۲۷۶	تم مشرک عورتوں سے ہر گز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک غریب مومن لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں اچھی لگتی ہو اور مومن خواتین کے نکاح مشرک مَردوں سے نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان لا نہ چکے ہوں۔ ایک غلام جو صاحب ایمان ہو وہ مشرک سے بہتر ہے اگرچہ تمھیں بہت پسند ہو۔ یہ تمھیں آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں، جب کہ اللہ جنت اور مغفرت کی طرف بلا رہا ہے، اور اپنے احکامات لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت سے فیض یاب ہوں ۲۷۶ ○

تم آخرت کی انکاری اور الہامی کتابوں سے ناآشنا مشرک عورتوں سے ہر گز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ وہ اللہ کے رسولؐ اور اُن کی پیش کردہ دعوت پر ایمان نہ لے آئیں۔ جان لو، ایک مومن لونڈی اچھے اور

بڑے خاندان والی حسین مشرکہ سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں بہت اچھی کیوں نہ لگتی ہو۔ اے ایمان والو، مومن خواتین کے نکاح مشرک مَردوں سے نہ کرنا، جب تک کہ وہ خلوصِ دل سے ایمان لاکر تمھارے درمیان جذب نہ ہو چکے ہوں۔ ایک غلام جو صاحبِ ایمان ہو وہ مشرک دولت مند و صاحبِ منصب و جاہ سے بھی بہتر ہے اگرچہ ایک دنیا اُس پر مرتی اور تمھیں اور تمھاری خواتین کو بھی بہت پسند ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرک تہذیب و معاشرہ تمھیں دنیا کی عارضی چمک دمک دکھا کے ہمیشہ کی آگ کی طرف دعوت دے رہا ہے، جب کہ تمھارا خالق و مالک، اللہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے تم کو نعمتِ ایمان عطا کر کے ہمیشہ کی جنت اور مغفرت کی طرف بلا رہا ہے، اور اپنے احکامات لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ اُن میں سے جو سلیم الفطرت ایمان والے ہوں وہ ہدایت و نصیحت سے فیض یاب ہوں ○ ع۲۷

خواتین کی طہارت کے احکام

جہاد کے حوالے سے یتیموں کی بات نکلی پھر گفتگو مفتوحہ ممالک میں شادیوں کی جانب چلی گئی، گفتگو کا رخ خانگی زندگی سے قریب ہو گیا تو کچھ دوسرے امور بھی جن کے بارے میں لوگوں کو آگہی ضروری تھی کہ اِس نئی ریاست کے نئے تمدن میں اس حوالے سے کیا ہدایات ہیں، چنانچہ اب وہ امور زیرِ بحث آنے لگے ہیں۔ اسلام ریاست کی سلامتی، امورِ داخلہ و خارجہ سے لے کر زندگی کے معمولی سے معمولی گوشے میں رہ نمائی کرتا ہے، خاص طور پر اُن معاملات میں جن میں تاریخ کے تسلسل میں رسم و رواج کے ذریعے اہلِ مذہب اور اہلِ اقتدار کے گٹھ جوڑنے غریبوں، غلاموں، عورتوں، اور نام نہاد نیچ ذاتوں کے کمزور انسانوں پر ظلم کیا ہے۔

کہا گیا کہ خواتین کو حیض کے ایّام، اگرچہ ایک حیاتی تسلسل [بایولوجیکل سائیکل] کا مطالبہ ہیں، لیکن ایک تکلیف دینے والی مدت ہے اور خون، ظاہر ہے ایک گندگی بھی ہے۔ چنانچہ اس دوران اُن سے قربت نہ ہو، یہ کہنے کا مطلب اشاروں کنایوں میں ہر ایک جانتا ہے۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل اور تلقین و تعلیم سے واضح کر دیا کہ اس کا مطلب یہود اور ہنود کی طرح بے چاری خواتین کو قابلِ نفرت ناپاک گردانا یا اچھوت بنانا نہیں بلکہ اس دوران اُنھیں اکرام و عزت سے آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ پھر جب یہ سائیکل ختم ہو جائے تو سنو، خون کی بندش پاکی کا ایک اظہار [يَطْهُرْنَ] ہے، مگر غسل بھی ضروری ہے کہ وہ پاکی کا اعلان و مطالبہ [تَطَهَّرْنَ] ہے۔

جسمانی تعلقات میں حسنات ضرور پیشِ نظر ہوں، خواہ وہ صحت و سرور ہو یا افزایش نسل۔ جوڑوں کے لیے فطری انداز میں اللہ نے جو رحمت و لذت انسانوں کے لیے مقدر کی ہے اُسے آزادی سے حاصل کرنے کے لیے اُن کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں، جس طور بغیر خوف کے کوئی انسان اپنے کھیت میں جاتا ہے،

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

اور لوگ آپؐ سے دریافت کرتے ہیں کہ حیض کی کیا ہدایت ہے؟ بتایا جائے کہ وہ تکلیف والی صورتِ حال ہے۔ پس اس دوران اِن سے الگ رہو، قربت نہ کرو جب تک کہ وہ اس سے نہ نکل جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں، تو ان کے پاس آؤ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کو اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے ○ تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیوں کی مانند ہیں۔ پس تمھیں اختیار ہے، جس طرح چاہو، اپنی کھیتی میں جاؤ، اور اپنے لیے حسنات کو پیشِ نظر رکھو، اور اللہ سے ڈرتے ہوئے بری باتوں سے بچو۔ خبر دار کہ تمھاری اُس سے ملاقات ہے، اور اہلِ ایمان کو خوشخبری دے دو ○

لوگ آپؐ سے دریافت کرتے ہیں کہ دورانِ حیض خواتین کے ساتھ تعلقات کے بارے میں اسلام کی کیا ہدایت ہے؟ اِنھیں بتایا جائے کہ وہ ایک نوع کی ناپسندیدہ اور تکلیف والی صورتِ حال ہے۔ اس دوران اِن سے بستروں پر الگ رہو، قربت نہ کرو جب تک کہ وہ اس سے نہ نکل جائیں پھر جب وہ نہا دھو کر پاک ہو جائیں، تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا [فطرت میں ودیعت کیا] ہے۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو اور تمام معاملات کی طرح ازدواجی تعلقات میں بھی نفاست و پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے ○ تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیوں کی مانند قیمتی پسندیدہ اور نسلِ انسانی [اور ملتِ اسلامیہ] کو بڑھانے والی ہیں۔ تمھیں اختیار ہے، جس طرح چاہو، اپنی کھیتی میں جاؤ، مگر ان سارے امور میں اپنے لیے دنیا اور آخرت میں حسنات کو پیشِ نظر رکھو، اور ہر

حال میں اللہ سے ڈرتے ہوئے بُری باتوں سے بچو۔ خبر دار کہ ایک دن تمھاری اُس سے ملاقات طے ہے، اور اے ہمارے پیغمبرؐ ! اہلِ ایمان کو جو اِن ہدایات پر عمل کریں دنیا اور آخرت میں کامیابی کی خوش خبری دے دو ○

کلامِ الٰہی ایک خنک، تازہ، صاف و شفاف نگاہوں کو خیرہ کرتی چمک دار، آبِ جو کی مانند رواں دواں ہے، یہ خزینہ علم و آگہی ہی نہیں آبِ حیات بھی ہے۔ مومنوں کے دلوں کو صبر و سکون واطمینان سے سیراب کرتی، غلبہ دیں کے لیے جذبہ جہاد کو اُبھارتی آبِ جو آگے بڑھ رہی ہے، منافقوں کے اور بدنصیب مشرکوں اور ملحدوں کے اذہان کو مزید گم راہ اور غضب ناک بھی کر رہی ہے کہ وہ گردنیں مٹکا مٹکا کر اور نظریں چرا چرا کر پوچھ رہے ہیں یہ کیسی کتاب ہے، اِس میں تو عورتوں کے یہ مسائل بھی بیان ہو رہے ہیں۔

جہاد کی باتیں، خانگی مسائل کی باتوں سے منسلک ہیں، یہ ہمارے خاندان ہی ہیں جو نسل در نسل مجاہدوں کی کھیپ پر کھیپ تیار کرتے ہیں۔ بات ہو جائے ذرا گھر میں ناراضگی کی، کہ ایسا تو ہو جایا ہی کرتا ہے مگر قسمیں کیا کھانا اور وہ بھی کُٹّی کرنے کے لیے اور احسان کے روّیے سے ہٹ کر، نیکی نہ کرنے یا ناروا کوئی کام کرنے کی قسم کھانا!

قسم کھانا، حرام قسمیں، لغو قسمیں اور قسم کا کفارہ

قسم کی بابت پہلی بنیادی بات جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سمجھائی ہے وہ یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم نہیں کھائی جاسکتی۔ ہم اپنے دلوں کی نیت پر اللہ کو تو گواہ کر سکتے ہیں کہ وہ علیم و خبیر ہے، چھپی باتوں کا جس کا کوئی اور گواہ نہیں ہم قسم کھا کر اللہ کو تو گواہ بنا کر لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کر سکتے ہیں، لیکن نبیوں، اور اولیا کو یا کتاب کی قسم کھانا تو گویا اِن کو اللہ کے برابر جاننا ہے۔

ہمیں نبی ﷺ کی تعلیمات سے یہ معلوم ہے کہ اگر کسی آدمی نے ایک بات کی یعنی ایک کام کرنے کی قَسم کھالی مگر بعد میں جان گیا کہ اچھا یہی ہے کہ وہ اپنی قسم کو پورا نہ کرے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ قَسم توڑ دے اور کفّارہ ادا کرے۔ قَسم توڑنے کا کفّارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا یا تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ بطور تکیہ کلام کے بلا ارادہ قسمیں کھانا نامناسب اور وقار کے خلاف بات ہے، تاہم، ایسی قسموں کا نہ کوئی اعتبار ہے نہ کفارہ ہے اور نہ ان پر کوئی مواخذہ۔

وَ لَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ عُرۡضَۃً لِّاَیۡمَانِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ تُصۡلِحُوۡا بَیۡنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۲۴﴾ اور اللہ کے نام سے ایسی قسمیں نہ کھاؤ کہ جن کے ذریعے نیکی نہ کرنے یا بدی کے کاموں کو کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے سے باز رہنے کا اعلان ہو اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ○ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمَانِکُمۡ وَ لٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ بِمَا کَسَبَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۲۲۵﴾ تمھاری بے معنی قسموں پر اللہ تمھیں نہیں پکڑے گا، مگر جو قسمیں تم دلی ارادے سے کھاتے ہو، اُن پر ضرور تمھاری بازپرس کرے گا، اور اللہ بہت درگزر کرنے والا اور نرمی سے کام لینے والا ہے ○

زندگی کے تمام معاملات میں اور خصوصاً اپنی بیویوں کے ساتھ تنازعات میں اللہ کے نام سے ایسی قسمیں نہ کھاؤ، جن کے ذریعے نیکی نہ کرنے یا بدی کے کاموں کو کرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح و صلح کرانے سے باز رہنے کا اعلان و عزم ہو۔ اللہ تمھاری گفتگو کو سننے والا اور ظاہری گفتگو کے پیچھے دلوں میں چھپے خیالات اور نیتوں کو جاننے والا ہے ○ جو جہالت و نادانی سے بے معنی تمھاری قسمیں تکیہ کلام ہیں، ان پر اللہ نہیں پکڑے گا، مگر جو قسمیں دلی عزم اور پختہ ارادے سے کھاتے ہو، اُن کے بیہودہ ہونے پر اُن کو کھانے اور کھا کر نہ توڑنے پر یا اگر عمداً ہوں تو اُن کو پورا نہ کرنے پر ضرور تمھاری بازپرس کرے گا مگر وہ رحیم و کریم اللہ اپنے ڈرنے والوں سے بازپرس کرنے میں بہت درگزر کرنے والا اور نرمی سے کام لینے والا ہے ○

☆☆☆☆☆